رجسٹرڈ انگلش نمبر

شرح چندہ
سالانہ ...... ے
ششماہی ...... ہے
سہ ماہی ...... عاں

قیمت پرانا پرچہ ۳ر

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن
ہفتہ وار
مملکت
ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے ال ال بی

رجسٹرڈ آصفیہ نمبر ۱۸

شرح چندہ
سالانہ ...... ے
ششماہی ...... ہے
سہ ماہی ...... عاں

قیمت فی پرچہ ۲ر

جلد ۵ | ۱۹ امہر سنہ ۱۳۵۴ف | ۱۲ رمضان سنہ ۱۳۶۴ھ | ۲۵ اگست سنہ ۱۹۴۵ء شنبہ | نمبر ۱۹

برطانیہ کی نوجوان نسل کے رجحانات

پارلیمانی اشتراکیت کی آزمائش

پارلیمنٹ کی تاریخ میں پہلی بار قدامت پرستوں کو عمالی جماعت کے مقابلہ میں شکست فاش اٹھانی پڑی۔ یہ کس قدر حیرت کی بات ہے کہ ایک پارٹی اور اس کا لیڈر جو برطانیہ کو جنگ کی ہولناکیوں سے فتح کی منزل تک لے گیا عظمت و وقار کی اس بلندی پر پہونچ کر اس بری طرح شکست کھا جائے۔ یہ بات بھی کس قدر حیرت انگیز ہے کہ ایک اور جماعت پارلیمانی نظام کے اندر گذشتہ ربع صدی سے اقتدار کے لئے جدوجہد کر رہی تھی ایک نازک موقع پر کامیاب ہو جائے۔ تاریخ کی یہ ایک ایسی منزل ہے جبکہ برطانیہ، یورپ، اور دنیا میں ایک نئے دور کا آغاز ہونے والا ہے۔ قدامت پرستوں کی شکست زمانہ کے رجحانات کی آئینہ دار ہے۔ اس شکست کے اسباب کیا ہیں؟ کیا یہ محض ایک اتفاقی واقعہ ہے۔ اس کے کئی اسباب ہیں۔ اولاً خود برطانیہ کے رائے دہندوں کی خصوصیات قابل غور ہیں۔ واقعہ صرف یہ نہیں ہے کہ عمالی جماعت کے ہمدردوں میں اضافہ ہو گیا۔ بلکہ یہ واقعہ برطانیہ کی نوجوان نسل کے فیصلے سے ظہور پذیر ہوا۔ نوجوان نسل نے اپنے مستقبل کو چرچل اور اس کے مکتب خیال کے پیرو کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ اپنی قسمتوں کو ایسے لوگوں کے ہاتھ میں چھوڑنا پسند نہیں کرتے تھے جنہوں نے ربع صدی میں دو جنگیں تو جیت لیں لیکن امن جیتنے کی صلاحیت کا اظہار نہیں کیا۔ سنہ ۱۹۱۹ء سے سنہ ۱۹۳۹ء تک کے حالات نے یہ سبق سکھایا کہ نہ تو دنیا کو جمہوریت کے لئے محفوظ کیا گیا ہے اور نہ جمہوریت کو دنیا کے لئے۔

نوجوان نسل نے یہ تہیہ کر لیا کہ اس جنگ میں انہوں نے جو قربانیاں کی ہیں وہ ان کا تاوان چاہتے ہیں۔ ایک ایسی سوسائٹی کا وہ خواب دیکھ رہے تھے جو آزاد اور منصفانہ بنیادوں پر قائم ہو۔ اس لئے انہوں نے اقتدار ایسے لوگوں میں سونپنا مناسب سمجھا جو ایک نیا نظام تشکیل دے سکتے ہیں۔

قدامت پرستوں کی شکست کی دوسری وجہ نفسیاتی ہے جب انسان برسر اقتدار ہوتا ہے وہ اپنے آپ کو ایک طرح سے محفوظ سمجھتا ہے۔ جب لوگوں میں شکوک و شبہات پیدا ہو جاتے ہیں اور اعتراضات ہونے لگتے ہیں تو ان لوگوں میں جو برسر اقتدار ہوتے ہیں ایک خوف پیدا ہونے لگتا ہے۔ وہ نئے خیال اور نئی تحریک سے گھبرا جاتے ہیں۔ وہ یہ بات بھول جاتے ہیں کہ نئے حالات سے مطابقت پیدا کرنا اقتدار کا راز ہے۔ ان کا خوف مطابقت کی خواہش کو دبا دیتا ہے۔ وہ سمجھنے لگتے ہیں کہ مطابقت کرنا اقتدار کھو دینا ہے۔ اس طرح وہ عادتاً کسی تغیر کو پسند نہیں کرتے۔ جب ان کی نسبت شبہات بڑھنے لگتے ہیں۔ تو ان میں اشتعال پیدا ہوتا ہے اور وہ شخصی حملوں پر اتر آتے ہیں اور اپنے مخالف کے نقطہ نظر کو غلط رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ یہی وجوہ ہیں جن کی بناء پر قدامت پرست ہمیشہ عمالی جماعت سے بے اعتمادی کا اظہار کرتے رہے اور چرچل نے انتخابات سے قبل اپنی تقریروں میں اشتراکیت اور اشتراکیوں پر جو حملے کئے ہیں ان میں یہی نفسیاتی عناصر کارفرما ہے۔ اقتدار پر قابض رہنے کی خواہش جتنی شدید ہوگی دوسری جانب تغیر کی خواہش بھی اتنی ہی شدید ہوگی۔

قدامت پرستوں کی شکست سے اہل برطانیہ کی سیرت پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ برطانیہ کے باشندے ہمیشہ حقیقت پسند رہے ہیں۔ وہ نازک صورت حال میں بھی ایک وزیر اعظم کو نکال کر دوسرے وزیر اعظم کو لا سکتے ہیں۔ وہ اپنے سب سے بڑے ہیرو کو جبکہ وہ شہرت کی بلندی پر پہونچ چکا ہو گرا دے سکتے ہیں۔ ان کی یہ خصوصیت ہی ہے کہ وہ اپنے بڑے سے بڑے ہیرو کو ناگزیر نہیں سمجھتے۔ وہ صحیح وقت پر صحیح آدمی کا انتخاب کرتے ہیں۔ یہ امر مشکوک ہے کہ دوسری قوموں میں آیا ایسی جرأت ایسی ذہنیت اور ایسا ضبط پایا جاتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ عمالی جماعت کی کامیابی زمانہ کے رجحانات کا مظہر ہے۔ فاسطیت کا قلع قمع کرنے کے لئے منظم سرمایہ داری کی ضرورت نہیں بلکہ اشتراکیت کی ضرورت ہے۔

بقیہ ملاحظہ صفحہ ۱۲

ہفتہ وار

مملکت

جلد ۵	۹ ار مہر ۱۳۵۵ ف	نمبر ۱۹

ہیئت حکومت

جلسۂ تخت نشینی کی صدارت کرتے ہوئے نواب صدر اعظم بہادر نے ہیئت حکومت کے مسئلہ پر جن خیالات کا اظہار فرمایا ہے وہ سنجیدہ غور و فکر کے مستحق ہیں ذیل میں ان خیالات کو خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔

قبل اس کے کہ بندگان عالی کے دور مسعود کی ترقیات کا ذکر کروں میں ہیئت حکومت پر کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ یہ ایک ایسا موضوع ہے جس کے متعلق بہت کچھ اختلاف ہے اور یہ عجیب مشہور بات ہے کہ ہر ملک میں یہ بہتر ہے کہ وہاں کے لوگوں کی حکومت ہونی چاہئے قائدین نے اپنے ملک کو آگے بڑھایا۔ جرمنی ہٹلر نے اور اٹلی میں مسولینی اس اصول کے ذریعہ

بھی کہا۔ اگر آپ قدیم تاریخ اور روم کی تاریخ کا مطالعہ کریں گے تو وہاں بھی آپ کو یہی پتہ چلے گا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کسی ملک کے لئے کونسی طرز حکومت صحیح ہے۔ خود انگلستان میں نظام حکومت جداجدا ہیں۔ روس کا نظام امریکہ کے نظام حکومت سے مختلف ہے اور امریکہ کا نظام حکومت انگلستان سے مختلف ہے۔ اب یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ان کا نظام حکومت برا اور ان کا اچھا ہے۔ البتہ یہ صحیح ہے کہ ہر ملک میں وہاں کے حالات اور روایات کے مطابق وہاں کا نظام حکومت بہتر تصور کیا جاسکتا ہے۔ برطانیہ نے حکومت بذریعہ عوام کے اصول پر مشغلہ اڑایا ہے۔ ......

بعض اصول جو ایسے بیان کئے جاتے ہیں اگر عملی تجربہ کیا جائے تو وہ درست ثابت نہیں ہوتے۔ عوام کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی فلاح کے لئے ہر اقدامات کریں اور اس فلاح و بہبود کے لئے دو چیزیں ضروری ہیں۔ اولاً یہ کہ حکومت انہی لوگوں کے ہاتھ میں ہو جو اس ملک کے باشندے ہیں اور ثانیاً یہ کہ حکومت کی پالیسی کا ہر قدم عوام کی فلاح کے لئے ہو۔"

حیدرآباد کی حد تک ہم نے بارہا ان لوگوں کو جو ذمہ دارانہ حکومت کا نعرہ لگاتے ہیں اس امر کی جانب توجہ دلائی ہے کہ کوئی دستور جو ملک کے تمدنی حالات کے مطابق نہ ہو اور جو عوام کی ذہنی سطح سے بلند ہو وہ دن نہیں چل سکتا۔ وہی دستور کامیابی سے چل سکتا ہے جس کو چلانے کی عوام میں صلاحیت ہو۔ اس حقیقت سے ہمارے قائدین بے خبر نہیں ہیں۔ چنانچہ ہمارے ایک معاصر نے جو ذمہ دارانہ حکومت کا حامی ہے چند روز قبل دستوری اصلاحات پر بحث کرتے ہوئے یہ تحریر کیا ہے کہ "دیہات کے باشندے یہ تک نہیں جانتے کہ ووٹ کیا بلا ہے"۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا جب یہ صورت حال ہے اور سیاسی شعور کا عوام میں اس قدر فقدان ہے تو یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ ذمہ دارانہ حکومت کا مطالبہ عوام کا مطالبہ ہے۔ یہ ایک امر واقعہ ہے کہ یہ نعرہ بھی وہ لگاتے ہیں جو برطانوی ہند کی اندھی تقلید میں مبتلا ہیں۔ ان سیاسی لیڈروں کو ہمارا یہ مخلصانہ مشورہ ہے کہ وہ اس مصنوعی فضا سے نکل کر جو انھوں نے اپنے گرد و پیش پیدا کرلی ہے حقیقت پسندانہ نقطہ نظر

اختیار کریں اور ایسے نعروں کو ترک کردیں جنھیں عوام سمجھ ہی نہیں سکتے۔ ملک کے حالات اور عوام کی ذہنی سطح کو نظرانداز کرکے جو مطالبہ ملک کی خدمت نہیں۔

ایورویدک طب

آنریبل دیوان بہادر آنگار توجہ فرمائیں

گو یہ صحیح ہے کہ مملکت آصفیہ نے ہندوستان کی دیگر حکومتوں کے مقابلہ میں ایورویدک طب کی بڑی خدمت کی ہے لیکن یہ بھی واقعہ ہے کہ حکومت نے اس قدیم فن کے احیا اور ترویج میں پوراحق ادا نہیں کیا۔ ایورویدک طب ایک قدیم اور آزمودہ فن ہے۔ ایورویدک ہندوستان ہی کی پیداوار ہیں اور اہل ہند کے مزاج سے زیادہ مطابقت رکھتی ہیں۔

حیدرآباد نے طب یونانی کی ایسی بیش بہا خدمت انجام دی ہے کہ ہندوستان کا کوئی اور خطہ اس کی نظیر پیش نہیں کرسکتا۔ توقع ہے کہ ایورویدک طب کی خدمت گزاری میں بھی حیدرآباد دیگر اقطاع ہند کے مقابلہ میں پیش پیش رہے گا۔ اس مقصد کے لئے ضروری ہے کہ آل انڈیا ایورویدک کانفرنس کا ایک اجلاس بلدہ حیدرآباد میں منعقد کیا جائے۔ اس موقع پر ہندوستان کے قابل ترین وید اور اس فن کے اساتذہ کو مدعو کیا جائے اور ان کی موجودگی سے فائدہ اٹھا کر ایک ایسی کمیٹی تشکیل دی جائے جو حکومت کو مشورہ دے سکے کہ ایورویدک طب کی صحیح خدمت انجام دینے کے موثر طریقے کیا ہوسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک تحقیقاتی ادارہ قائم کیا جائے جس کا یہ کام بھی ہو ایورویدک ادویہ کی خاصیتوں کا سائنٹفک مطالعہ کرے۔ دوسرا کام یہ ہونا چاہئے کہ ایورویدک طب کی تعلیم کے لئے ایک شایان شان درسگاہ ممالک محروسہ میں قائم کیا جائے جس کے لئے ضرورت ہو تو بیرونی ممالک سے اساتذہ کو طلب کیا جائے۔ ممکن ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے جبکہ حیدرآباد کی خصوصی درسگاہ ہندوستان میں ایک ممتاز مقام حاصل کرے اور یہاں کی اسناد ماہرین بھی وقعت کی نظر سے دیکھی جائیں۔

ہم نے اوپر عرض کیا ہے کہ حیدرآباد نے جو کچھ خدمت ایورویدک طب کی کی ہے وہ ان سے بہت زیادہ ہے جو دیگر اقطاع ہند نے کی ہے لیکن اگر اس فن کی جانب کافی توجہ مبذول کرنی ضرورت ہے۔ ہم متوقع ہیں کہ آنریبل دیوان بہادر آنگار اور نواب قدرت نواز جنگ بہادر اس جانب

حدود (؟) غور کرکے عمل قدم اٹھائیں گے۔
باوجود برکت دور ہی صحت عامہ کی اسکیموں کو
جو اہمیت حاصل رہے گی وہ محتاج بیان نہیں۔ انگریزی
دوائیں دیہی علاقوں میں یونانی و آیورویدک نسخے کے مقابلہ
میں مقبول اور موثر ہو سکیں گے۔ یہ علاج نہ صرف سستا
ہوگا بلکہ مفید بھی۔ اگرچہ اس فن کے جاننے والوں
کی تعداد حیدرآباد میں کم ہے لیکن اگر ایک ایسی درسگاہ
قائم ہو جائے تو پانچ سال کے عرصہ میں کافی تعداد میں حسب
ضرورت وید فراہم ہو جائیں گے۔ اور اس طرح بندگان خدا
کی ایک ضروری خدمت انجام پاسکے گی۔

تاجران پارچہ پر احسان عظیم

رمضان کا مہینہ نصف سے زیادہ ختم ہو چکا ہے۔
لیکن کمشنر پارچہ کا وعدہ ہنوز پورا نہیں ہوا کہ ہر دکان دار
تاجر کو اس کی ضرورت کے مطابق کپڑا مل جائے گا۔
ملک کے لئے اب بھی ضرورت مند اسی طرح پریشان اور
سرگرداں ہیں۔ دو مشکلیں برابر بنی ہوئی ہیں کہ تاجران
پارچہ کپڑا ایک کو بھی کسی بہانے سے فروخت کرنے سے
انکار کر دیتے ہیں۔ دوسری مصیبت یہ ہے کہ اپنی ضرورت
کا پچاس روپیہ کا کپڑا خریدنے کے لئے سو دو سو کا غیر
ضروری کپڑا خریدنا پڑتا ہے۔ ان مشکلات کی وجہ سے
شہری سخت پریشان ہیں اور متوقع ہیں کہ مولوی رضی
الدین صاحب ناظم عوام کے آرام اور سہولت کا بے حد خیال
ہے اس جانب ضروری توجہ مبذول فرمائیں گے۔
اس میں شک نہیں کہ تاجران پارچہ کے مال
فراہم کرنے کی حد تک مسٹر بیلو نے بڑی محنت اور کاوش سے
جو ایک ایسا طریقہ نکالا ہے کہ ہر تاجر کو خواہ وہ بیلر فرنگی
ہو یا ہول سیل فروش اس کا حصہ رسدی سرکاری نرخ پر مل
جاتا ہے۔ یقینا کمشنر پارچہ مسٹر بیلو کا یہ ایک احسان ہے جس کا
اعتراف ہر تاجر اور ہر واقف کار شہری کو کرنا چاہیے لیکن
جہاں مسٹر بیلو نے تاجروں کے لئے یہ سہولتیں مہیا کر دی
ہیں کوشش وہ صارفین کا بھی کیا ہوتا اور ایسا کوئی انتظام
کرتے کہ جو مال انھوں نے تاجروں کے لئے مہیا کیا ہے وہ
صارفین تک سرکاری نرخوں پر پہنچ جاتا۔ افسوس ہے
کہ مسٹر بیلو یہ انتظام نہ کر سکے۔ نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ صارفین
حسب سابق مصیبت میں ہیں۔ البتہ صرف تاجر جیسی یا احمد
باد کے بلیک مارکٹ سے مال خریدنے کی مشکل سے بچ گئے
صورت حال یہ ہے کہ تاجر سرکاری نرخوں پر مال خریدتا ہے
اور بلیک مارکٹ کے نرخ پر صارفین کو مال فروخت کرتا
ہے۔ تاجروں پر کمشنر پارچہ نے ایک ناقابل فراموش
احسان کیا ہے لیکن بیچارے صارفین بجز ان چند خوش
نصیب ہستیوں کے جنھیں مسٹر بیلو پرمٹ دے دیتے ہیں
سب ہی مصیبت میں ہیں۔ صارفین کی اس مصیبت کو کم

کرنے کے لئے مولوی رضی الدین صاحب کی توجہ اس
میں ضروری ہے۔

جامعہ عثمانیہ میں تحقیقاتی ادارہ

حیدرآباد ۲۰ ستمبر۔ جامعہ عثمانیہ میں حال ہی
میں ایک تحقیقاتی ادارہ قائم کیا گیا ہے اور حکومت
سرکار عالی نے ایک اسکیم اس سلسلہ میں منظور کی ہے
جس پر سالانہ تین لاکھ روپیہ کے متوالی اخراجات
عائد ہوں گے۔ اس کے علاوہ دس لاکھ روپے کی غیر
متوالی امداد بھی دی گئی ہے جو تین سال کی مدت
صرف کی جائے گی۔
تحقیقاتی ادارہ (۱) ریاضیات و اعداد
و شمار (۲) فلکیات اور طبعی طبعیات (۳) طبعیات
اصل و اطلاقی (۴) کیمیا اصل و اطلاقی (۵) حیاتیات
اور ارضیات (۶) انجینئرنگ میں تحقیقاتی کام انجام
دے گا۔
تحقیقاتی ادارہ کے پروگرام میں طبی تحقیقات
بھی شامل ہے اور علم طبیہ کی ترقی کے ساتھ ساتھ
اس جانب بھی توجہ کی جائے گی۔
مستقل تحقیقاتی ملازمین تحقیقاتی مدد انجام
دینے والے پروفیسر ریڈر، ریسرچ اسسٹنٹ اور فیلوز
بھی ہوں گے اس اسکیم کے تحت مہیا کیا جائے گا
اس کے علاوہ ممتاز ماہرین تحقیقات کو بھی ایک
یا دو میقاتوں کے لئے تحقیقی کام جاری رکھنے کے
لئے دعوت دی جائے گی۔
ریسرچ کے لئے پروفیسر تعلیمی بار سے سبکدوش کر دیئے
جائیں گے بلکہ یہ اپنے متعلقہ مضمون میں تحقیقات
میں مصروف رہیں گے بعض اوقات یہ ایم ایس
سی کے طلباء کو اور تحقیقی کام انجام دینے والے طلباء کو
مخاطب کیا کریں گے۔ ان کے تحت کتب خانہ ہوں گے
تاکہ وہ دوسرے اشخاص کی اعانت کر سکیں اور ان
کی رہنمائی کریں۔
تحقیقاتی مقالوں، کتابوں کی اشاعت
اور تقاریر کا انتظام بھی پروگرام میں شامل ہے۔ فی
الوقت انسٹی ٹیوٹ کے ماہرین جامعہ کے متعلقہ شعبہ
جات ہی میں کام انجام دیں گے تاکہ اس طرح شعبہ
جات کے عملے سے تعاون عمل ہو اور انسٹی ٹیوٹ اور
متعلقہ شعبہ جات کی کارکردگی میں یکسانیت عمل پیدا
ہو سکے۔
اعلیٰ تعلیمی قابلیت اور بیرونی جامعات
میں تعلیم کے لئے بھی انتظامات کئے گئے ہیں تاکہ اس
طرح تحقیقاتی اعلیٰ معیار کا تجربہ حاصل کرکے خود بھی
امیدواران ادارہ جات کا انتظام سنبھالیں بس
دوران میں اس کا انتظام کیا جائے گا کہ معینہ مدت
کے لئے بعض ممتاز ماہرین تحقیقات جامعہ ہی میں آتے
رہیں اور مختلف شعبہ جات میں تحقیقاتی کام
جاری رکھیں۔
اس طرح اس کا مطلب یہ نہ سمجھا جائے کہ صرف
سائنس یا فنی مضامین ہی کی حد تک تحقیقاتی کام محدود
کر دیا جائے بلکہ ارباب جامعہ کا مقصد یہ ہے کہ تمام
تحقیقاتی کام کو ایک مرکزی حیثیت دی جائے اور جامعہ
کی تحقیقاتی جماعتوں کو یکجا کرکے ہر شعبہ میں اسی قسم کا
تحقیقاتی کام شروع کیا جائے اس طرح تدریجی طور پر
یہ ادارہ قانون، دینیات، فنون اور دیگر متعلقہ مضامین
کے علاوہ تاریخ، معاشیات، فلسفہ اور ادبیات میں بھی
تحقیقاتی کام شروع کر دے گا۔

تغذیہ کی مشاورتی کمیٹی

حیدرآباد ۲۲ اگست۔ آج صبح شاہ منزل میں
آنریبل مسٹر ساورت صدر المہام مال و کوتوالی کے زیر
صدارت تغذیہ کی مشاورتی کمیٹی کا اجلاس منعقد
ہوا جس میں مسٹر رضی الدین معتمد رسد، مسٹر احمد محی الدین
رشوی معتمد امور عامہ، مسٹر حمید الدین ناظم، نائب ناظم
مسٹر جمیل حسن ناظم تغذیہ، ڈاکٹر انور اقبال قریشی
مسٹر محمد صدیق پبلسٹی افسر رسد کے علاوہ دیگر غیر سرکاری
ارکان بھی شریک تھے۔ کمیٹی ملک کو اچھی سستی اور
طاقتور غذا کی فراہم کرنے کی موثر تدبیر پر غور کر رہی
ہے اور اس کے پیش نظر متعدد اسکیمیں ہیں اگر یہ
اسکیمیں عمل جامہ پہن لیں تو عوام اور خصوصاً ملک
کے نونہال کم عمر بچوں کو خواہ وہ غریب طبقہ ہی
سے کیوں نہ تعلق رکھتے ہوں صحت مند اور نفع
بخش غذائیں با آسانی میسر آ جائیں گی اور صحت
و تندرستی کے نقطہ نظر سے ملک کا مستقبل درخشان
اور امید افزا بخش ہو جائے گا۔
کمیٹی نے آج اپنے اجلاس میں تحتانی جماعتوں
میں تعلیم پانے والے بچوں کے لئے بلا کسی معاوضے کے
دودھ، باجرہ کے بسکٹ (جو تجربہ کے بعد بھی نقطہ نظر
سے کافی قوت بخش ثابت ہوئے ہیں) اور دیگر
صحت بخش غذائیں فراہم کرنے کی اسکیم پر غور کیا۔
اس اسکیم پر پچیس لاکھ کی رقم صرف کی جائے
گی اور اس کے تحت ابتداً پانچ ہزار بچوں کو دودھ
دیا جائے گا اور حاملہ خواتین کو بھی دودھ بلا کسی
معاوضے کے دیا جایا کرے گا۔ اس مقصد کی تکمیل
کے لئے ایک ڈیری فارم کے قیام کا مسئلہ بھی زیر بحث
آیا۔ اس کے علاوہ کمیٹی نے موبائل کینٹینوں کی اسکیم
پر بھی غور کیا۔ یہ موبائل کینٹین ڈاکٹروں کے زیر نگرانی
بقیہ صفحہ ۱۲ ملاحظہ ہو

مابعد جنگ عبوری دور میں

بیروزگاری کا انسداد ضروری ہے

یہ امر باعث طمانیت ہے کہ رکن فینانس حکومت ہند نے ایک اخبار کے نمائندے سے ملاقات کے دوران میں کہا کہ وہ صرف موازنہ کو متوازن کرنے پر اکتفا نہیں کریں گے بلکہ ان کے پیش نظر وہ معاشی مسائل بھی ہیں جن سے ملک دوچار ہے اور جن کا حل معاشی حالات میں توازن قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ رکن فینانس نے افراط زر کے خطرات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس صورت حال کا تذکرہ کیا جو ساری جنگ موقوف ہو جانے کے بعد پیدا ہوگی۔ انھوں نے اطمینان دلایا کہ صوبہ واری حکومتوں سے خواہش کی گئی ہے کہ وہ ایسی اسکیمیں تیار کریں جو معاشی سرگرمیوں کو ایسی سطح پر رکھ سکیں جو مسئلہ زر کے مضر اثرات سے بچا ہیں۔ رکن فینانس نے جو پالیسی مرتب کی ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ "بیروزگاری کا انسداد ہو اور قیمتوں میں خطرناک کمی واقع نہ ہو" لیکن جو سوال غور طلب ہے یہ ہے کہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے کیا لائحہ عمل مرتب کیا گیا ہے؟ کیا وقت نہیں آگیا ہے کہ ایسا لائحہ عمل پبلک کے غور و خوض کے لئے پیش کیا جائے۔ رکن فینانس کے اس بیان سے پبلک کس حد تک مطمئن ہو سکتی ہے کہ "میں معاشی سرگرمیوں کو اس طرح برقرار رکھنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک ممکن ہو سکے بیروزگاری کا انسداد ہو۔ جہاں تک ممکن ہو سکے" کا فقرہ ایک بڑی تحدید عاید کرتا ہے اور اس طمانیت کی نفی کرتا ہے۔

رکن فینانس نے اس امر سے بحث کی کہ ٹرانسپورٹ، تار، ریلوے، تعمیرات، کیمیاوی اور انجینئری صنعتوں کی ترقی اور وسائل و رسائل پر بہت کچھ صرف ہوگا۔ لیکن اصل سوال یہ ہے کہ یہ ساری ترقی . . . . کس بنیاد پر عمل میں لائی جائے گی۔ حکومت اور ملک کے سامنے دو منصوبے ہیں جو ترقی کے دو متبادل راستے بتلاتے ہیں۔ ترقی کا ایک لائحہ عمل خانگی منافع کی بنیاد پر مبنی ہے اور دوسرا اس اصول پر مبنی ہے کہ پیداوار صرف کے لئے ہو۔ ایک بمبئی پلان اور دوسرا پیپلز پلان کے نام سے موسوم ہے۔ جب رکن فینانس تجارت اور صنعت و حرفت کی ترقی کا ذکر کرتے ہیں تو ان کے پیش نظر کونسا پلان ہے۔

رکن فینانس نے ایک اہم بات یہ بیان کی کہ جنگ کے بعد عبوری دور میں ہم ایسی اسکیموں کو ترجیح دیں گے جن میں مجموعی مصارف کے مقابل میں اجرتوں کا تناسب بلند ہوگا۔ اگر اس بیان پر سڑکوں کی تعمیر سے متعلق حکومت کے لائحہ عمل کی روشنی میں غور کیا جائے تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ حکومت کی تجویز یہ ہے کہ بیروزگاری کے انسداد کے لئے لوگوں کو سڑکوں کی تعمیر کے کام پر لگایا جائے۔

اسی قسم کا تجربہ ایک ملک میں کیا گیا تھا کچھ وقت کے لئے بیروزگاری کا انسداد ہو گیا۔ مگر سڑکوں کی تعمیر غیر معین مدت تک جاری نہیں رہ سکتی۔ دو سال بعد مزدوروں کو بعض دوسری صنعتوں میں جذب کرنا پڑا۔ اور چونکہ صنعتی پیداوار خانگی منافع پر مبنی تھی۔ اس لئے صرف ایک صنعت جس میں مزدوروں کو جذب کیا جا سکتا تھا وہ اسلحہ سازی کی صنعت تھی۔ اسی قسم کی ترقی کا براہ راست نتیجہ جنگ کی صورت میں نمودار ہوا۔ اور اس جنگ کی ہولناکی سے ہم ابھی باہر نکل رہے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ رکن فینانس تاریخ حاضرہ کے اس سبق کو فراموش نہیں کریں گے۔

مابعد جنگ بیروزگاری

رکن فینانس نے بیروزگاری کے انسداد کی نسبت اپنی رائے ظاہر کی۔ ہم حیران ہیں کہ آیا انہیں اس بات کی خبر نہیں کہ بعض سرکاری محکمے جائدادوں کی تخفیف عمل میں لا رہے ہیں اور کارکنوں کو علحدہ کر رہے ہیں۔ اس قسم کی شکایتیں ملک کے متعدد حصوں سے وصول ہو رہی ہیں۔ بعض صورتوں میں جن لوگوں کو علحدہ کیا گیا ہے ان کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ ہے۔ علحدہ یا تخفیف کی ایک ہی ہے۔ ——— کام نہیں ہے۔ سرکاری کارخانوں یا دفاتر میں آج جو بات وقوع پذیر ہو رہی ہے وہ کل لازمی طور پر خانگی کارخانوں اور کمپنیوں وغیرہ میں بھی وقوع پذیر ہوگی۔

جنگ کی وجہ سے بڑے پیمانہ پر جو سرگرمی جاری تھی وہ موقوف ہو جائے گی اور سرکاری احکام منسوخ ہو جائیں گے۔ ہزاروں اور لاکھوں مزدور روزگار سے محروم ہو جائیں گے۔ ان ہزاروں اور لاکھوں مزدوروں کا کیا حشر ہوگا جو کام کرنا چاہیں گے مگر کام نہیں مل سکے گا۔ کیونکہ جنگی کام ختم ہو چکے ہوں گے۔ گذشتہ جنگ عظیم کے بعد متعدد ممالک کو ایسی ہی نازک صورت حال سے دوچار ہونا پڑا تھا۔ کیا اس جنگ کے اختتام کے بعد ہندوستان میں بھی یہی قصہ دہرایا جائے گا۔

حکومت ہند نے فراہمی روزگار کے لئے ایک وسیع پروگرام مرتب کیا ہے اور اس کا ایک جزو نافذ بھی کر دیا گیا ہے۔ اس پروگرام کے مطابق مزدوروں کو ایک جگہ سے نکال کر دوسری جگہ مامور کیا جاتا ہے لیکن اس طرح تبادلے سے روزگار فراہم نہیں ہوتا۔ ضرورت ہے کہ ایسا روزگار فراہم کیا جائے جو ملک کے اعتبار سے مفید ہو اور لوگوں کو ان کی تربیت صلاحیت اور قابلیت کے مطابق کام مل سکے۔ نیک تمناؤں اور یقین آفرینی سے قطع نظر حکومت نے ایسا پروگرام مرتب نہیں کیا جس کے تحت لوگوں کو ان کی تربیت اور صلاحیت کے مطابق کام مل سکے۔ حکومت کا فرض ہے کہ ایسا پروگرام مرتب کرے اور اقل ترین وقت میں اس کو نافذ کر دے۔ متعدد مراکز پر اس کی ضرورت پیدا ہو چکی ہے۔ حکومت کا فرض ہے کہ موجودہ کام ختم ہوتے ہی ایک معقول مدت کے اندر مزدوروں کے لئے روزگار فراہم کرے۔ درمیانی مدت میں آجر کو چاہئے ——— خواہ وہ آجر خانگی ہو یا خود حکومت ——— تخفیف شدہ یا علحدہ شدہ لوگوں کو معقول الاؤنس دے۔ یہ ذمہ داری آجر پر عائد ہونی چاہئے اور حکومت کو بہ حیثیت آجر اس کی مثال قائم کرنی چاہئے۔ دوسری طرف مزدوروں کا فرض ہے کہ وہ تبادلے پسند قبول کرنے کے لئے تیار رہیں اور جہاں کہیں ضرورت ہے تربیت حاصل کرنے میں پس و پیش نہ کریں۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر حکومت اور آجرین اپنا فرض ادا کریں تو مزدور اپنا فرض ادا کرنے سے قاصر نہ رہیں گے۔

(انڈی پینڈنٹ انڈیا)

ہندوستان کے دستوری مسئلہ کی نسبت برطانیہ کے رجحانات

مستقل دستوری سمجھوتہ ناگزیر ہے

دیول پلان کی ناکامی کے بعد انگلستان کی رائے عامہ اس طرف مائل ہے کہ ہندوستان کے مسئلہ کے عارضی حل کے بجائے ایک مستقل حل دریافت کیا جائے۔ مسٹر اناتور ڈکرس نے بھی رائے ظاہر کی ہے اور اس کی آواز بازگشت ہندوستان میں بھی سنائی دے رہی ہے۔ شملہ کانفرنس کی ناکامی کے بعد اپنی پہلی تقریر میں مسٹر جناح صدر مسلم لیگ نے بھی اسی خیال پر زور دیا ہے۔ آپ نے کہا کہ:۔

"حالات جنگ کی وجہ سے عارضی انتظام کی ضرورت داعی ہوئی تھی لیکن اب یورپ میں جنگ ختم ہو چکی ہے اور مشرق بعید کی جنگ بھی قریب الختم ہے۔ اب عارضی انتظام کا خیال بے سود ہے۔ ہمیں آگے بڑھ کر مستقل دستوری انتظام کی تدابیر اختیار کرنی چاہئے۔"

اس میں شک نہیں کہ مستقل دستوری سمجھوتہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ لیکن یہ چیز آسانی سے تو نہیں ہو سکتی۔ ملک لیڈروں کا کام ہے کہ مستقل سمجھوتہ کے راستے تلاش کریں۔ اب تک کانگریس یا مسلم لیگ نے مستقل دستوری سمجھوتہ کی نسبت تجاویز پیش نہیں کیں۔ کانگریس تو اس کی ضرورت ہی نہیں سمجھتی وہ ایک ایسے عارضی سمجھوتے کی متمنی ہے جس سے اس کو اقتدار حاصل ہو سکے اور اس اقتدار کے ذریعے سمجھوتہ کے شرائط اپنی مرضی کے مطابق طے کر سکے مسلم لیگ پاکستان کی بنیاد پر سمجھوتہ کے لئے تیار ہے مسٹر جناح مستقل دستوری سمجھوتہ کا مطالبہ کر رہے ہیں اور مسٹر اناتور ڈکرس جیسے برطانوی مدبر بھی یہ چاہتے ہیں کہ مستقل سمجھوتہ ہونا چاہئے۔

حق رائے دہی بالغان

انگلستان سے یہ اطلاعیں وصول ہوئی ہیں کہ ہندوستانی مسئلہ کے حل کے لئے دوسرا قدم جو اٹھایا جائے گا وہ عام انتخابات ہوں گے۔ یہ بھی اطلاع وصول ہوئی ہے کہ حق رائے دہی کی وسعت دینے کا مسئلہ بھی زیر غور ہے۔ ان اطلاعات میں بتایا ہے کہ عمل مراقبت جو یہ امر ضروری ہے کہ حق رائے دہی میں وسعت دینے کے لئے ایک تحریک فوری شروع کر دی جائے۔ موجودہ محدود حق رائے دہی کی بنیاد پر انتخابات عمل میں لانا کوئی معنے نہیں رکھتا خاص کر جبکہ ان انتخابات کا منشا دستوری مسئلہ کا آخری تصفیہ کرنا ہے اس میں شک نہیں کہ انتخابات اس تصفیہ کے لئے پہلا قدم ہوں گے۔ ضرورت ہے کہ ملک کے ہر بالغ کو ان اہم انتخابات میں موثر آواز حاصل رہے۔ ریڈیکل ڈیموکریٹک پارٹی نے حکومت اور ملک کے آگے حق رائے دہی بالغان کا مطالبہ پیش کر دیا ہے۔ اس مطالبہ کی تائید میں ایک وسیع تحریک شروع کرنے اور عوام کی تائید حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں کامریڈ ایم۔ این۔ رائے کی یہ تجویز سیاسی حلقوں میں پسند کی جائے گی کہ حق رائے دہی سے متعلق کانفرنسیں منعقد کی جائیں۔ تاکہ ہر بالغ کو ووٹ دینے کا بنیادی حق حاصل ہو جائے۔

پیچیدہ معمہ ہے۔

یہ امر قابل غور ہے کہ کانگریس عام انتخابات کا مطالبہ کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں کانگریس کے ذی اثر لیڈر سردار ولبھ بھائی پٹیل کے قطعی بیان کے بعد کانگریس کی روش سے متعلق کوئی شبہ باقی نہیں رہ سکتا۔ احمد آباد میں ایک پریس کانفرنس کو مخاطب کرتے ہوئے سردار پٹیل نے کہا کہ:۔

"کانگریس انتخابات کے لئے ہمیشہ تیار ہے لیکن وہ اس کا مطالبہ نہیں کرے گی۔ کانگریس اس امر سے بے تعلق ہے کہ آیا انتخابات عمل میں آئیں گے یا نہیں۔"

یہ کہنا دشوار نہیں ہے کہ کیوں کانگریس انتخابات سے گریز کا رجحان ظاہر کر رہی ہے۔ وہ گذشتہ چھ سال کے اندر اپنی وقتی قوت کھو چکی ہے کہ موجودہ حالات میں وہ رائے دہندوں سے دوچار ہونے کی جرات نہیں کرتی۔ وہ انتخابات میں مقابلہ کے لئے اس وقت تیار ہو گی جبکہ وہ کچھ وقت تک برسر اقتدار رہ چکی ہو اور اپنے اقتدار کے ذریعہ اپنے کھوئے ہوئے وقار کو پھر حاصل کر لیتی۔ یہی وجہ ہے کہ کانگریسی عارضی سمجھوتہ کے لئے اس قدر بیتاب تھی۔ وہ مرکز اور صوبوں دونوں میں اقتدار چاہتی ہے تاکہ وہ انتخابات میں مقابلہ کرنے سے پہلے اپنی کھوئی ہوئی قوت پھر حاصل کرے۔ کانگریس کے نقطہ نظر کا ایک اور پہلو بہت ہی عجیب ہے کیا یہ جمہوریت کے مطابق ہے؟ موجودہ مرکزی مجلس مقننہ کا انتخاب دس سال قبل ہوا تھا اور مرکزی اسمبلی کو دس سال قبل ہوا ایک عام جمہوری عمل دیا رہا ہے کہ ایسی فرسودہ مجلس مقننہ کو برخاست کر کے جدید انتخابات عمل میں لائے جائیں۔ جمہوریت کانگریس کے ملک کی ہر سیاسی جماعت انتخابات کا مطالبہ کر رہی ہے۔ اس سے کانگریس کی نام نہاد جمہوریت بے نقاب ہو جاتی ہے کوئی ادارہ جو جمہوریت کا مدعی ہو جدید انتخابات جیسے جمہوری مطالبہ سے متعلق ایسی بے حسی اختیار نہیں کر سکتا۔

مرکزی مقننہ کے کانگریسی نائب قائد

مسلم لیگ میں شرکت کا فیصلہ

نئی دہلی ۹ر اگست۔ مرکزی مقننہ کی کانگریسی جماعت کے نائب قائد مسٹر عبدالقیوم نے مسلم لیگ میں شریک ہو جانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

یہ انکشاف ایک مراسلت میں کیا گیا ہے جو حال ہی میں مسٹر عبدالقیوم اور قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح کے مابین ہوئی ہے اور جو آج اخبارات کے لئے جاری کی گئی ہے۔

مسٹر عبدالقیوم قائد اعظم کے موسومہ ایک مکتوب مورخہ ۶ر ماہ رواں میں لکھتے ہیں "میری دلی خواہش اور استدعا ہے کہ اس چیز کو آپ تک پہونچا دوں جسے میں اپنی زندگی کا عظیم الشان اور عظیم واقعہ سمجھتا ہوں یہ ایک تڑپنے والے بے چین قلب کی تلاش و جستجو اور سب سے بڑھ کر غور و فکر کا نتیجہ ہے۔ میں نے مسلم لیگ میں شریک ہو جانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ میں یقین کرتا ہوں کہ آپ نے جو نصب العین قائم کیا ہے وہ بالکلیہ صحیح اور حق بجانب ہے اور یہ کہ جو مسلمان اس کی مخالفت کرے وہ اسلام کے مقصد و نصب العین کے ساتھ بیوفائی کرے گا۔ میں اب آپ کے احکام کا منتظر ہوں۔"

قائد اعظم محمد علی جناح اپنے جواب مورخہ ۸ر ماہ رواں میں فرماتے ہیں "مجھے آپ کا یہ فیصلہ معلوم کر کے بہت مسرت ہوئی کہ آپ لیگ میں شامل ہو رہے ہیں۔ میں آپ کے اس نظریہ کو قدر کی نگاہوں سے دیکھتا ہوں جس کو آپ نے اپنے مکتوب میں کھلے الفاظ میں اظہار کیا ہے۔ کسی ایماندار مسلمان کے لئے کانگریس میں کوئی مقام نہیں ہے

بقیہ سلسلہ صفحہ ۱۱

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

بلا تنقید

ہندو سبھا ہی ایک ایسی جماعت
ہے جو ہندوؤں کے مفاد کی حفاظت
کر رہی ہے اور کرے گی۔ یہ ہندوؤں
کی حقیقی نمائندہ جماعت ہے اور ہندوؤں
کی جانب سے انتخابات لڑنے کا صرف
اسی کو حق ہے۔ اس کا نقطۂ نظر کبھی
فرقہ وارانہ نہیں رہا۔ یہ ایک خالص
قومی جماعت ہے اور وہ اکثریت والے
فرقے یعنی قومی فرقے کی نمائندگی
کرتی ہے۔ (معتمد حیدرآباد اسٹیٹ
ہندو سبھا)

سرجوالا پرشاد سری واستوا حیدرآباد کیا آگئے گویا
ساہوکاروں کے گھر عید آگئی۔ انہیں تو توقع تھی کہ سر
جوالا پرشاد حکومت حیدرآباد کو یہ مشورہ دیں گے کہ وہ
کنٹرول ختم اور کارپوریشن کو برخاست کر دے مگر ہوا
کچھ اس کے برعکس ہی۔
بیچارے ساہوکار! خدا انہیں صبر جمیل عطا کرے!!

اخباری اطلاع ہے کہ سرجوالا پرشاد سری واستوا نے
صدر المہام بہادر رسد کو یہ مشورہ دیا ہے کہ وہ کپڑے
کی راشن بندی آغاز کر دیں۔ اور کپڑے کی راشن بندی
کو غذا کی راشن بندی کے ساتھ چلائیں۔
مولوی حمید الدین صاحب کے لئے ہدیۂ تبریک
اور مسٹر ریلو کے لئے پیام تعزیت۔

سوال — برک کب آئے گا!
جواب — جب رمضان گزر جائے گا

لاہور میں تقریر کرتے ہوئے پنڈت جواہر لال نہرو
نے فرمایا کہ:-

"دوسری جماعتوں کے مقابلہ میں
کانگریس ہی جدید ترین سیاسی اور
معاشی نقطۂ نظر کی نمائندگی کرتی ہے"
مگر کانگریس کے معتمد عمومی اچاریہ کرپلانی

نے ایک اخباری نمائندے کے سوالات کے جواب میں
کہا کہ چرخے ہی سے ہندوستان کا معاشی مسئلہ حل ہو سکتا
ہے۔ اور سیاسی مسائل کی نسبت انھوں نے اپنا "جدید
ترین" نقطۂ نظر یہ پیش کیا کہ زمیندار کاشتکاروں کے
محافظ اور امین ہیں۔
کانگریس کے معتمد عمومی کے اس بیان کو پڑھ کر
پنڈت نہرو کہتے ہوں گے۔

من چہ می گویم و طنبورۂ من چہ می سراید۔

ایک مراسلہ نگار نے تحریر کیا ہے کہ:-
"کاشتکاروں کو ساہوکاروں کے پنجے
سے دائمی نجات دلانے کے لئے حکومت
نے پچاس لاکھ کے سرمایہ سے غلہ گوداموں
کی تعمیر کا جو کام آغاز کیا ہے وہ ساہو
کاروں کی نظر میں بری طرح کھٹک
رہا ہے۔ چنانچہ گزشتہ ہفتہ "پیام"
نے اس اسکیم پر چند مہمل اعتراضات
شائع کئے ہیں۔
ہمارے مراسلہ نگار کو شاید خبر نہیں کہ
نظام گورنمنٹ نے بھی ۵ اور صرف اشاعت "پیام"
سے خوشہ چینی کی ہے۔ انہیں رشدی صاحب سے
ہمدردی ہے کہ جس اخبار کی انھوں نے بنیاد رکھی تھی
وہ آج ساہوکاروں کا آلۂ کار بننے کی کوشش کر رہا ہے۔

غلہ گوداموں کی تعمیر کے خلاف احتجاج کرتے
ہوئے معاصر "پیام" نے تحریر کیا ہے کہ "مدیر پیام"
نے مراسلوں کے ذریعہ سے ملک کی تمام جماعتوں کے
لیڈروں کو اس مسئلہ پر توجہ دلائی۔ بعض جماعتوں کی
طرف سے یہ جواب وصول ہوا کہ وہ اس مسئلہ پر غور کر
رہی ہیں لیکن بعض نے ہمارے مراسلہ کی رسید بھی نہیں
بھیجی مجلس اتحاد المسلمین کے صدر صاحب نے بظاہر
اس مراسلہ کو نظر انداز کر دیا"
اس قسم کے مراسلے تو ساہوکاروں کے نمائندے
لکھتے ہیں کہ مدیران جرائد۔ ہمارے ایک ترقی پسند دوست
کا خیال ہے کہ:-

ع۔ بے وجہ نہیں آپ کی یہ گرمی گفتار۔

باریک کپڑا صحت کے لئے نقصان دہ ہے ہمارے
بزرگ موٹا کپڑا پہنتے تھے اس لئے تندرست تھے۔ سوتی
کپڑا گرم موسم میں گرمی اور سرد موسم میں سردی سے بچاتا
ہے۔ ہمیں اچھے کپڑے کا مطالبہ نہیں کرنا چاہئے
کہیں ناظرین کو غلط فہمی نہ ہو یہ خیالات شیر
دہلوی نہیں بلکہ علاقہ سانگلو کے ڈپٹی کمشنر نے ملازمین
کے ایک وفد کے آگے ظاہر کیا۔

برطانوی ہند کے عام انتخابات پر بحث کرتے
ہوئے جو عنقریب عمل میں آئیں گے معاصر "رعیت"
رقمطراز ہے کہ:-
"مقننہ کے عام انتخابات آزادانہ
ہونے کی ایک اہم شرط یہ ہے کہ ان
صوبوں میں جہاں دفعہ (۹۳) کا
راج ہے ایسی عارضی عوامی حکومتیں
تشکیل پائیں جو کسی نیشنل گورنمنٹ
کے مشابہ ہوں۔ ہندوستان کے
صوبوں کی ایک بڑی تعداد میں دفعہ
(۹۳) کا راج برقرار رکھتے ہوئے
عام انتخابات کرنا صحیح نہیں کہا جا سکتا"
آخر اتنی گھبراہٹ کیوں! کیا لیگ
کو انتخابات میں شکست دینے کے لئے انتخابات
سے پہلے کانگریس کا برسر اقتدار آنا ضروری ہے!

دستوری اصلاحات کے سلسلہ میں مسٹر رنگاچاری
کے ایک بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے معاصر "پیام" نے
تحریر کیا ہے کہ "مسٹر رنگا راؤ نے جاتے ہوئے
کی مجلس مشکوٰتی سے اپنی توقعات وابستہ کی ہیں ان
کی نوعیت ہماری نظر میں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ
جیسے کوئی توہم پرست مریض ڈاکٹروں اور حکیموں
کے علاج سے بیزار ہو کر تعویذ گنڈے اور جنتر منتر
سے اپنے مرض کے ازالہ کی امیدیں وابستہ کرے"
مسٹر رنگا راؤ کو چاہئے کہ عبارت بالا
کو "پیام" کے خطوط ۳ کا ایک اقتباس سمجھ کر نظر انداز کر دیں

اس میں کوئی شبہ نہیں کر سکتا کہ جس طرح کہ
فوجیں یورپ میں آزادی کا پیام لے کر گئی تھیں اسی
طرح وہ ایشیا میں آزادی کا پیام لے کر گئی ہیں۔
فاتح روس ایشیا کے ملکوں ایران، چین، افغانستان
عراق، اور ہندوستان کی عوامی تحریکوں کی حوصلہ
افزائی کرے گا۔ (پرتاپ)
سعدی نے کہا تھا کہ ہمسایہ کی مدد سے جنت
میں جانا عقوبت دوزخ کے برابر ہے

پوٹسڈم کانفرنس کے فیصلے

پوٹسڈم میں تین بڑوں نے اس پر اتفاق کیا کہ نازی پارٹی، نازی اداروں اور نازی قوانین کو نیست و نابود کر دینا چاہئے اور تمام جنگی مجرموں پر مقدمے چلا کر انہیں سزا دینی چاہئے۔ انھوں نے اس پر بھی اتفاق کیا کہ جرمن معاشی نظام میں سرمایہ داروں کی اجارہ داری باقی رہی ہے اس لئے تمام سرمایہ داری معاشی اداروں کو توڑ دینا چاہئے۔ اس طرح انھوں نے جرمن رجعت پرستی کی بنیادوں کو ختم کر دینے کا فیصلہ کر لیا۔ گزشتہ ستر برس میں پہلی بار یہ موقع آیا ہے کہ جرمن قوم کو جنگ جو فوجیوں اور سرمایہ داروں کے آہنی پنجے سے نجات دلائی جائے۔ اب پہلی بار جرمن جمہوریت کو پھلنے پھولنے کا موقع ملے گا۔

کیا ہم اس کو جرمن قوم کی توہین سے تعبیر کر سکتے ہیں؟ کیا ہم اس طریق کار کو فاتحین کا انتقامانہ رویہ کہہ سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ جب تک جرمن رجعت پرستی کا بالکل خاتمہ نہیں کر دیا جائے اس وقت تک نہ تو جرمن جمہوریت اور نہ جرمن قوم ترقی کر سکے گی جسے پروشیا کی وحشت انگیزی اور نازی حکومت نے کمزور کر دیا ہے۔

ان حقائق کے پیش نظر یہ سمجھنے میں دشواری نہیں ہوگی کہ پوٹسڈم کانفرنس کے فیصلے ورسائی (۱۹۱۹ء) کے فیصلوں سے مختلف ہیں۔ ورسائی کے فیصلوں سے بڑے بڑے سرمایہ داروں، اجارہ داروں اور فوجیوں کو ترقی دینے کا موقع دیا گیا تھا تاکہ وہ بالشویزم کے خلاف کام دے سکیں۔ پوٹسڈم کانفرنس ان رجعت پسندوں کی موت کا پروانہ تھی۔

پوٹسڈم میں دوسرا اہم فیصلہ یہ ہوا کہ جرمنی کو غیر مسلح کر دیا جائے اور ہوائی جہاز اور اسلحہ جات کے کارخانے بند کر دئے جائیں۔ اس کے برعکس جرمن صنعت کو زمانہ امن کی ضروریات کے مطابق منظم کیا جائے۔ پیداوار کا کچھ حصہ ان تباہ شدہ ممالک کو تاوان کے طور پر دیا جائے کہ جن کی صنعت کو نازیوں نے برباد کیا ہے لیکن اس کا خیال رکھا جائے گا کہ جرمن عوام کی ضروریات کے لئے کافی وسائل جرمنی میں باقی رہیں، تاکہ جرمن عوام پر امن زندگی بسر کر سکیں۔

اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جرمنی ایک غیر ترقی یافتہ محکوم ملک یا زرعی ملک بن کر رہ جائے گا۔ ہٹلر کے دور حکومت میں جرمن صنعت نے جنگی ضروریات کے لئے ترقی کی تھی۔ تقریباً ستر فیصدی جرمن صنعت سامان جنگ تیار کر رہی تھی۔ جس کا مقصد دوسری قوموں کو غلام بنانا تھا۔ اب جرمن صنعت کا ایک بھی حصہ اس شیطانی مقصد کے لئے استعمال نہیں کیا جائے گا بلکہ اس سے جرمن قوم کی بہبودی کا کام لیا جائے گا۔ چنانچہ پوٹسڈم کے اعلان میں لکھا ہے کہ "ذرائع آمد و رفت کی مرمت، کوئلے کی پیداوار میں اضافہ، زرعی پیداوار میں اضافہ، مکانوں کی تعمیر اور مرمت اور دوسری ضروریات زندگی کی پیداوار کے لئے فوری قدم اٹھایا جائے گا۔" کیا کسی ہاری ہوئی آبادی کے ساتھ یہی سلوک کیا جاتا ہے؟ کیا ہندوستان میں برطانوی حکومت نے پچھلے ڈیڑھ سو سال میں اسی پالیسی پر عمل کیا ہے اور کیا پوٹسڈم کانفرنس کے فیصلوں پر جرمنی کی صنعتی زندگی کو فروغ دئے بغیر عمل ہو سکتا ہے؟

"تاوان جنگ" کا اصول یہ ہے کہ جس فریق پر جنگ کی ذمہ داری ہو وہ دوسرے فریق کو جنگ کا تاوان ادا کرے۔ دنیا جانتی ہے کہ اس جنگ کی ذمہ داری نازی جرمنی پر ہے اس لئے اسے ان ملکوں کو تاوان جنگ دینا ہوگا جن کو اس نے تباہ اور برباد کیا تھا۔ لیکن اب کی "تاوان جنگ" کی وصولی کا طریقہ اور مقصد ۱۹۱۹ء کی جنگ سے مختلف ہوگا۔ ۱۹۱۹ء کے بعد جو تاوان جنگ وصول کیا گیا اس کا مقصد جرمن معاشیات کو کمزور کرنا تھا۔ اس وقت برطانیہ اور امریکہ اور فرانس نے "تاوان" وصول کرتے وقت یہ نہ سوچا تھا کہ آیا جرمنی اتنا بڑا تاوان ادا بھی کر سکے گا۔ ان کے سرمایہ داروں کا مقصد تو جرمن جمہوریت کو جو اسی وقت ابھری تھی کمزور کر دینا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جرمن رجعت پرستوں نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور کمزور جمہوریت کو کچل دیا اور ہٹلر کے لئے راستہ صاف ہو گیا۔ اب کی مرتبہ اتنا تاوان جنگ وصول کیا جائے گا جتنا جرمنی آسانی سے ادا کر سکتا ہے۔ تاوان جنگ کی ادائیگی کے بعد جرمنی کے پاس اتنا سامان بچنا چاہئے کہ وہ بلا کسی بیرونی امداد کے اپنی ضروریات پوری کر سکے۔

جرمنی میں جو معاشی اصول برتا جائے گا۔ اس کا مقصد بنیادی ضروریات کے سامان کی منصفانہ تقسیم ہوگا۔ . . . . . اور پیداوار کو اس طرح منظم کیا جائے گا کہ باہر سے کم مال منگانا پڑے۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ افریقہ اور ہندوستان کی طرح جرمنی کو سامراجی ملکوں کی بنی ہوئی چیزوں کا بازار نہیں بنا دیا جائے گا بلکہ اس کی کوشش کی جائے گی کہ وہ اپنی ضروریات خود تیار کرے اور باہر سے کم سے کم چیزیں درآمد ہوں۔

تمام جمہوری پارٹیوں کو "قانونی" قرار دیا جائے گا اور ان کی ہمت افزائی کی جائے گی۔ ملک کے انتظام میں نمائندگی اور انتخاب کے اصول پر عمل کیا جائے گا۔ مرکزی نظم و نسق کے بعض بنیادی محکموں کو فوراً جرمنوں کے سپرد کر دیا جائے گا۔ دراصل سلطنت گورنمنٹ سارا انتظام جرمنوں کے چنے ہوئے نمائندوں کے سپرد ہوگا۔ سوویٹ روس نے اس اصول پر پہلے ہی سے عمل کرنا شروع کر دیا تھا چنانچہ جرمنی کے دارالسلطنت برلن کا میونسپل انتظام وہاں کے پرانے میئر کو سونپ دیا گیا تھا جسے ۱۹۳۳ء میں ہٹلر نے برطرف کر دیا تھا۔

برطانوی شہنشاہیت چاہتی تھی کہ جرمنی میں ان بڑے بڑے سرمایہ داروں کو فروغ ہو جن کا یارانہ برطانوی شہنشاہیت سے تھا۔ امریکہ کے سرمایہ دار چاہتے تھے کہ ان سرمایہ داروں کو فروغ نہ ہو اور نہ جرمنی کو صنعتی فروغ ہو بلکہ وہ محض ایک زراعتی ملک بن کر رہ جائے۔ پوٹسڈم کانفرنس کے فیصلوں سے ان دونوں کو شکست ہوئی۔ جرمنی نہ تو برطانوی سرمایہ داروں کی جاگیر بن سکا اور نہ امریکہ کے سرمایہ داروں کی یہ خواہش پوری ہوئی کہ جرمنی ان کے صنعتی مال کی منڈی بن کر رہ جائے جیسے جنوبی امریکہ کے ملک ہیں۔

اس کے معنی یہ ہیں کہ پوٹسڈم کانفرنس کے فیصلوں سے برطانیہ اور امریکہ کے رجعت پرستوں کو ایک زبردست شکست ہوئی۔

پوٹسڈم دراصل جمہوریت کی فتح ہے۔ ۱۹۴۵ء کا جرمنی قیصر ولیم اور کرپس اور تھیسن جیسے لوہے اور اسلحہ جات کے کارخانہ داروں کا جرمنی نہیں ہے جو ہٹلریوں کی جماعت اور جنگ و غارت گری کے لئے مسلح کرتا تھا وہ جرمنی کب کا ختم ہو چکا۔ اس کی جگہ دوسرا جرمنی ابھر رہا ہے جو اپنے ہمسایوں سے دوستانہ تعلقات رکھنا چاہتا ہے اور پر امن طریقے سے اپنی جمہوری زندگی کو سنوارنا اور سدھارنا چاہتا ہے۔

مرکزی مقننہ کے کانگریسی نائب قائد

بقیہ سلسلہ صفحہ (۵)

نہ ہی کوئی دیانت دار مسلمان اس کی تائید کر سکتا ہے۔ خصوصاً شملہ کانفرنس کے بعد میں امید کرتا ہوں کہ دیگر حضرات آپ کی مثال کی تقلید کریں گے اور جتنے قومی ادارے کل ہند مسلم لیگ سے ... خصوصاً اس موقع پر شریک ہو جائیں گے کہ مسلم ہندوستان کے قومی نصب العین اور مفاد اور اصلاح کے ہر مقصد اور مطمح نظر کی بے غرض خدمت کریں۔ (اے پ)

جاپان کی شکست

غرور کا سر انجام کار ہمیشہ نیچا ہوا ہے

فضیلت مآب نواب صدر اعظم بہادر کی نشری تقریر

ابھی تین ہفتے سے زیادہ نہیں ہوئے کہ فتح یورپ کے موقع پر ... میں نے نشر گاہ سے اپنے محسوسات اور تاثرات کو اس دعا پر ختم کیا تھا کہ وہ دن جلد آئے کہ جاپان کی کامل شکست کی خبر امن عالم کی بشارت کا پیام ساتھ لائے اور ہم بھی دنیا کے دوسرے حصوں کی طرح حضرت حکیم السیاست کے زیر سایہ اس ملک کی ... ترقی کے منصوبوں کی تکمیل کی جانب پوری قوت کے ساتھ متوجہ ہو سکیں۔ خدا کا شکر ہے کہ ہماری وہ مراد ..... مستجاب ہوئی اور آج اس جنگ عظیم کے کامیاب اختتام پر اتحادیوں کی شاندار مکمل فتح کی بدولت دنیا ایک بار پھر امن اور عافیت سے ہمکنار ہوتی نظر آ رہی ہے جس سے کہ محوری طاقتوں کی حرص و آز ملک گیری کی ہوس نے تقریباً چھ سال سے محروم کر دیا تھا۔ بالآخر جاپان نے ہتھیار ڈال دئے اور جنگ عظیم ختم ہوئی۔ الحمد للہ۔

شب تاریک رہزنے سحاب چنیں آمد

جس وقت یہ خبر کہ جرمنی کی طرح جاپان نے بھی بلاشرط ہتھیار ڈال دئے ہیں سب سے پہلی بار دنیا کے کانوں میں پہنچی ہوگی تو سارے خدا کی عظمت و جلال کا نقشہ اس کی آنکھوں میں پھر گیا ہوگا اور وہ بے اختیار پکار اٹھی ہوگی کہ

قل اللھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء و تعز من تشاء و تذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شیء قدیر۔

اللہ اللہ اس قدر عبرت کا مقام ہے کہ جن قوموں کے ایک نعرہ انا ... نے دنیا میں ہلچل ڈال کر انسانیت کو اس کے منصب اعلیٰ سے گرا دیا تھا وہ خود آج تباہی کے غار میں جان توڑتی نظر آ رہی ہیں اور ان کے حال زار پر نہ کوئی آنسو بہانے والا ہے اور نہ ان کی زبوں حالی پر کوئی ہمدردی کرنے والا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

انسان اگر نظر غائر سے دیکھے تو ان مادی طاقتوں کی تباہی میں ایک بڑا راز مضمر ہے۔ اس حقیقت کا ثبوت کہ خدا جس کو چاہے ملک دے اور جس سے چاہے ملک [چھین لے] اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ محوری طاقتوں کو نہ صرف شکست ہوئی بلکہ بحیثیت ایک طاقت کے انہیں دنیا سے مٹا دیا گیا۔

یہ ہے دنیا میں فرد ہو یا جماعت، قومیں ہوں یا ملتیں ملک کی حقدار صرف وہ ہیں جو اعمال صالح کی مالک ہوں، وہی حکومت کی حقدار ہیں اور وہی نیابت اور سیادت کی۔ اُن کو جانے دیجئے ہمیں کامل ایمان ہے کہ ملکوں کا دینا اور واپس لینا خدائے برتر کے قبضہ قدرت میں ہے اس لئے کہ یہ حقیقت ان سے کبھی پوشیدہ نہیں رہی۔ لیکن اس جنگ کی تباہ کاریوں کے ہولناک نتائج نے اس حقیقت کو اب ہر شخص پر اچھی طرح منکشف کر دیا ہے کہ ظلم اور تعدی اور رعونت و تکبر خالق اکبر کی بارگاہ میں کبھی محمود اور پسندیدہ نہیں سمجھے گئے۔ غرور کا سر انجام کار ہمیشہ نیچا ہوا ہے۔ وہ آج بھی نیچا ہے اور ابد الآباد تک نیچا رہے گا۔ کاش دنیا اس حقیقت کو پہچانے اور اس کی روشنی میں پچھلے واقعات سے سبق حاصل کرے تاکہ ماضی کی تلخ کامیابی مستقبل کے لئے مشعل راہ کا کام دیں اور ہم کو ہلاکت کے غار میں گرنے سے بچا سکیں۔

اس فتح نے تمام اتحادی اقوام اور بالخصوص دول ثلاثہ یعنی برطانیہ عظمیٰ اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور روس کے فرائض اور ذمہ داریوں کو اور بڑھا دیا ہے۔ میں نے ۱۳ / مئی کو اپنی نشری تقریر میں فاتحین کی ذمہ داریوں کے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا تھا ان کا اس موقع پر اعادہ خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ میں نے کہا تھا کہ:

"اس وقت فاتح اقوام پر ایک بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ دنیا میں ایسا نظام قائم کریں جو عقل و انصاف کے مطابق ہو اور جس میں افراد ہی کو نہیں بلکہ اقوام کو بھی جائز آزادی حاصل ہو۔ انہیں ایسی سیاسی اور اقتصادی تجاویز بروئے کار لانا ہوں گی جن کو قومیں بطیب خاطر قبول بھی کر لیں اور جو قابل عمل بھی ہوں۔ انہیں نہ صرف لوگوں کے دماغوں کو صحیح تعلیم سے آراستہ کرنا ہوگا بلکہ ان کے دلوں میں بھی وسعت نظر پیدا کرنا ہوگی۔ دماغوں کو صحیح تعلیم سے آراستہ کرنا تو ہمارے منتظمین حکومت، نفسیات اور ماہرین تعلیم کا کام ہے لیکن دلوں میں وسعت نظر پیدا کرنا جو بغیر روحانی ارتقاء کے ممکن نہیں صرف اُن لوگوں کا ہے جو صاحب فہم و تدبیر بھی ہیں اور اہل دل اور خدا ترس بھی۔ مذاہب دنیا کی اس بات میں ہماری رہبری کرتے ہیں۔ اب یہ کام تعلیم اور علمائے مذہب کا ہے کہ وہ آنے والی نسلوں کے قلوب و دماغ کو حرص و تکبر اور اسی نوع کے دوسرے ادنیٰ خصائل کا شکار ہونے سے محفوظ رکھیں۔"

مجھے اس کی مسرت ہے کہ San Francisco میں ایک ایسے دستور اور نظام کو قائم کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ جو آئندہ زیر دست قوموں کو زبردست اور طاقتور قوموں کے ظلم و تعدی سے محفوظ رکھے لیکن وہ ابھی خاکہ ہی ہے۔ اس سے اتنا ظاہر ہوتا ہے کہ اقوام عالم کے ذہن میں یہ چیز کارفرما ہے کہ کوئی ایسی صورت پیدا کی جائے جو ایک ایسا نظام عمل ترتیب دینے میں معاون ہو جو بین الاقوامی رقابتوں اور کشمکش کو مٹا سکے۔ گو وہ نظام ابھی تشنہ تکمیل ہے لیکن یہ خیال کہ مدبرین عالم کے ذہن اس ضرورت کے احساس سے غافل نہیں دنیا کے مستقبل کے امن کی ضمانت اور دنیا کے لئے فال نیک ضرور ہے۔ جس طرح انسانی سوسائٹی میں افراد کے حقوق، اختیارات اور فرائض معین اور مقرر ہیں اسی طرح بین الاقوامی سوسائٹی میں بھی اقوام کے حقوق اور فرائض کا تعین ضروری ہے۔ اگر آج بین الاقوامی حقوق کا لحاظ کر کے باہمی رقابت، کشمکش اور بے اعتمادی کا سدباب نہ کیا گیا تو بہت کچھ عرصہ بعد ایک عظیم تر جنگ کا رونما ہونا ناممکن نہیں۔ اس لئے میں ایک بار پھر عرض کروں کہ اس کے لئے قوموں کو صحیح تربیت اور تعلیم کی ضرورت ہے۔ ہم جس طرح ایک انسان کے لئے جھوٹ بولنا، چوری کرنا، دغابازی کرنا، فریب دینا جرم سمجھتے ہیں اسی طرح اگر بین الاقوامی دنیا میں بھی ان اصولوں کی اہمیت کو آنے والی نسلوں کے ذہن نشین کرا دیں تو ایک بڑی حد تک اس کا مداوا ہو سکتا ہے۔ لیکن دلوں کا بدلنا مقلب القلوب کے اختیار میں ہے اس لئے میں اس وقت جبکہ خدائے برتر نے ہماری مساعی کو فتح اور کامرانی سے ہم آغوش کیا ہے اس کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں کہ وہ ہمارے مدبرین کی عقلوں کی صحیح رہنمائی فرمائے تاکہ ان کی کوششوں کے ثمرات کی بدولت اس دنیا میں ہر قوم ایک دوسرے کی حرص و ہوس کا شکار ہوئے بغیر امن اور چین کی زندگی بسر کر سکے۔

دنیا کی تاریخ میں ۱۵ اگست کا دن امن اور نصرت کے پیامبر کی حیثیت سے ہمیشہ یادگار رہے گا اور اس طرح جرمنی اور ہندوستان اور افواج سرکار عالی کے جانباز بہادروں اور مجاہدین کے بہترین اور شاندار کارنامے بھی جنہوں نے اپنے خون کی بازی لگا کر اس جنگ کے جیتنے میں حصہ لیا۔ یہ فتح ان ہی کی جانبازی اور ایثار کی رہین منت ہے اس لئے میں انہیں ان کی اس عظیم الشان کامیابی پر تہہ دل سے مبارکباد دیتا ہوں اور انہیں یقین دلاتا ہوں کہ جب وہ میدان کارزار سے اپنے گھروں کو واپس ہوں گے تو اہل وطن کے آغوش کو اپنے استقبال کے لئے کشادہ پائیں گے۔ دنیا ان کے عزم راسخ، شجاعت۔ اور جانبازی کا دامان بھی ہے۔ امید ہے کہ اسی قوت عمل۔ فرض شناسی اور ایثار کے وہ جوہر جو میدان جنگ میں نمایاں ہوئے تھے اب امن اور عافیت کسی نئی اور ایک بہتر دنیا کی تعمیر کے مسائل کا حل تلاش کرنے میں بھی اسی طرح بروئے کار آئیں گے اور ملک کی بڑھتی ترقی کے لئے اپنے اہل وطن کا ہاتھ بٹانے میں مدد دیں گے۔ انسانیت اور امن و نصرت کی اس فتح مبین پر جہاں میں آج اقوام متحدہ کو مبارکباد دیتا ہوں وہاں اپنے ولی نعمت کے حضور میں بھی تہہ دل سے ہدیہ تبریک پیش کرنے کی عزت حاصل کرتا ہوں جن کے حسن تدبیر اور سلطنت برطانیہ کے یار وفادار رہنے کے عزم راسخ نے گزشتہ پر آشوب زمانہ میں اپنے تمام ذرائع اور وسائل کو سلطنت برطانیہ کے لئے وقف کرکے ہماری صحیح رہنمائی فرمائی۔ یہ حضرت حکیم الریاست کے اسی فیضان کی برکت تھی جس نے حکومت اور رعایائے سرکار عالی کے جذبہ عمل کو بیدار کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت نے عوام اور رعایا سرکار عالی نے اپنے جملہ وسائل کو اس جنگ کو کامیاب بنانے کے لئے وقف کر دیا۔ حضرت جہاں بناہی نے مرحمت فرما کر ۱۰۰ لاکھ کی کثیر رقم (fighter air Squadron) کے لئے عطا فرما کر ہماری رہنمائی فرمائی اور حکومت سرکار عالی نے اسے مثال قرار دے کر چھ کروڑ روپیہ سے زیادہ مختلف جنگی کاموں پر صرف کئے اس کے علاوہ (۱۰۵) کروڑ (۲۳) لاکھ کی وہ رقم ہے جو گورنمنٹ آف انڈیا کے (Defence Bonds) کی خریداری پر صرف کی گئی حضرت بندگان عالی کی وفادار رعایا نے مختلف مدات میں (۵۵) لاکھ کے قریب روپیہ دے کر اپنے جذبہ احساس اور جوش عمل کا ثبوت دیا اور یہ ظاہر کر دیا کہ اس آڑے وقت میں سلطنت برطانیہ دکن میں اپنے یار وفادار اور ان کی جانثار رعایا کے تعاون پر پوری طرح اعتماد کر سکتی ہے مالی امداد کے علاوہ اس ریاست نے ایک مدت سے اپنی مقامی ضروریات کے باوجود اس سامان کی ایک کثیر مقدار مہیا کی جو براہ راست یا بالواسطہ جنگ کو کامیابی کے ساتھ جاری رکھنے کے لئے ضروری تھا۔ اس میں ۹۳ اعشاریہ ۲۰ لاکھ کی مالیت کا لوہے اور فولاد کا سامان (۲) کروڑ (۳) لاکھ کی مالیت کا کپڑے کا سامان ایک کروڑ ۳۰ لاکھ کے ملبوسات اور خیمے (۲) کروڑ ۳۰ لاکھ کی مالیت کا (Cement) اور کوئلہ اور ۳۰ اعشاریہ ۳ لاکھ کی متفرق اشیاء خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

مالی امداد کے علاوہ ریاست کے آٹھ فوجی دستے مختلف محاذ جنگ پر اتحادیوں کے دوش بدوش داد شجاعت دینے پر مامور کئے گئے جن کے کارناموں پر ہم سب کو بجا طور پر فخر و ناز ہے اور مجھے یقین ہے کہ ان کے یہ شاندار کارنامے اس جنگ کی تاریخ میں روشن اور جلی حروف میں لکھے جائیں گے۔ جنگی ضروریات کے پیش نظر اعلیٰحضرت کی افواج باقاعدہ کی توسیع کا اندازہ اس بات سے اچھی طرح کیا جا سکتا ہے کہ حکومت سرکار عالی کا فوجی بجٹ جو قبل از جنگ (۸۰) لاکھ تھا۔ دوران جنگ سے اس رقم سے بڑھ کر ایک کروڑ بیس لاکھ تک پہنچ گیا۔ اس ریاست کی جنگی امداد کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ اس نے دوسرے سیکڑوں تربیت یافتہ (Techn-icians) کے علاوہ ہندوستانی فوج کے لئے پانچ ہزار (Trained drivers mechanics) بھی مہیا کئے۔

امداد و شمار کی اس مختصر فہرست سے امداد جنگ کی نوعیت اور اس کی مالی حیثیت ظاہر کرنا مقصود نہیں بلکہ صرف اس جذبہ اور شوق کا اظہار مطلوب ہے جس کے تحت جنگی تحریکات میں حصہ لیا گیا۔ اور درحقیقت اس کا یہی پہلو سب سے زیادہ قابل قدر دلچسپ ہے۔ لیکن حیدرآباد کی مساعی جنگ کا صحیح اندازہ کرنے کے لئے یہاں کی خواتین کے جوش عمل اور ان کی قابل قدر کوششوں اور مفید تحریکات کا تذکرہ ضروری ہے۔ ہر ہائینس پرنس آف برار کی زیر سرپرستی (Women's war work Committee) نے فوجیوں کی راحت رسانی کے سامان فراہم کرنے کے سلسلہ میں جو نمایاں خدمات انجام دیں وہ ہر طرح لائق ستائش ہیں۔ ہر ہائینس کی جانب سے کوئی اپیل ایسی نہ تھی جو اس نیک مقصد کے لئے کی گئی ہو اور اس کا گرمجوشی کے ساتھ خیر مقدم نہ کیا گیا ہو۔ ظاہر ہے کہ ان تمام چیزوں سے ملک کے وسائل پر کتنا بار پڑا ہوگا اور ان کی وجہ سے حکومت اور عمال حکومت کی ذمہ داریوں اور فرائض میں کتنا اضافہ ہوا ہوگا۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ ملک کے ہر طبقے خواہ وہ سرکاری ہو یا غیر سرکاری بلا امتیاز مذہب و ملت ان غیر معمولی حالات کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کیا اس بنا پر اگر وہ آج اس فتح کو اپنی اور اتحادیوں کی اس کامیابی کو اپنی کامیابی تصور کریں تو بیجا نہیں۔ میں انہیں ان کی اس فتح اور کامیابی پر مبارکباد دیتا ہوں اور بارگاہ الٰہی میں دست بدعا ہوں کہ وہ اپنے کرم بے پایاں کے طفیل اس فتح کو دنیا کے لئے پائدار امن اور سلامتی کا پیامبر قرار دے اور ہم سب کو تا دیر اعلیٰحضرت شاہا خدا ملکہ خسرو دکن و برار کی سرپرستی اور رہنمائی میں ایک عظیم تر حیدرآباد کی تعمیر میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

گورنروں کی کانفرنس کے فیصلے

گورنروں کی کانفرنس میں مرکز اور تمام صوبوں میں انتخابات کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس فیصلے کے خلاف صرف ایک آواز بلند ہوئی۔ یہ گورنر پنجاب کی تھی ہیں۔ تمام گورنر کانسی کی مخالفت سے خوش نہیں ہیں سنا گیا ہے کہ انتخابات سے پہلے ہی آئندہ سال مارچ تک کانسی کو رخصت کر دیا جائے گا۔

سرکاری حلقوں میں یہ خبر گرم ہے کہ انتخابات مارچ یا اپریل سے پہلے نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ تمام صوبوں میں رائے دہندگان کی فہرستیں تیار کرنے کے لئے کافی وقت کی ضرورت ہے۔ ... سے متعلق خیال ہے کہ جنوری کے ... تک تیار ہو جائیں گی۔ فہرستیں تیار ہونے کے بعد سب سے ... انتخابات کا ... ہوگا۔ ... اپنے حلقوں کے ... کی بنیاد پر ... انتخاب کے لئے تیار ہو گئے تھے چنانچہ چھوٹے ... علاوہ نامزد کر دیئے گئے۔ جو ... انتخاب میں منتخب شدہ امیدوار عام امیدواروں کی طرح کھڑے کئے جائیں گے۔

مجھے بھی معلوم ہوا ہے کہ انتخابات سے پہلے ویول نئی حکومت بنانے کے حامی نہیں۔ ویول کا خیال ہے کہ نئی حکومت میں کانگریس لیگ دونوں کو شامل ہونا چاہئے۔ اور لیگ کو نظر انداز کرکے نئی حکومت بنانا مصلحت کے خلاف ہے اس سلسلہ میں اطلاع بھی ملی ہے کہ ویول کانگریس لیگ مساوات کا حامی تھا اور اس کی رائے میں ابو الجاجائی لیاقت پیکیٹ کی بنیاد پر نئی حکومت قائم ہو سکتی تھی لیکن معلوم ہوتا ہے کہ چرچل اور امیری جیسے ٹوریوں نے سازش کرکے اس پیکیٹ کو مسترد کر دیا اور مسٹر جناح اور لیاقت کو نامزد کرنے کے لئے ہندو مسلم مساوات کا نیا فارمولا پیش کیا۔ گاندھی جی کے پہلے تاریخ ویول نے سمجھا تھا کہ کانگریس فرقہ وارانہ مساوات کے بجائے سیاسی مساوات کا مطالبہ کرے گی لیکن شملہ میں کانگریس نے کانگریس لیگ مساوات پر صاد نہیں دیا۔ یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ جناح صاحب اس شرط پر کانگریس لیگ مساوات کے حامی ہیں کہ برطانوی حکومت سے مسلمانوں کے مطالبہ پاکستان کو ...

صحافتی کانفرنس میں سرجوالا پرشاد کا اظہار خیال

حیدرآباد ۱۹ ۔ ستمبر آنریبل سرجوالا پرشاد سری واستو رکن اغذیہ حکومت ہند نے ایک صحافتی کانفرنس [illegible] ۔ اس سلسلہ [illegible] سرکار عالی کی تحریک پر تاج شاہ منزل میں منعقد ہوئی تھی اخبار نویسوں کے متعدد سوالات کے جواب میں ہندوستان کے موجودہ غذائی مسئلہ کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کرتے ہوئے دلچسپ انکشافات کئے۔

جب یہ سوال پیدا ہوا کہ اب جنگ ختم ہو چکی ہے برما آزاد ہو چکا ہے اور اس پر برطانوی افواج قابض ہیں تو کیا ہندوستان کی امداد کے لئے برما سے چاول کی درآمد حاصل کرنا ممکن ہوگا۔ نیز ہندوستان سے چاول کے درآمد کنندگان کو برما جانے کی اجازت دی جائے گی تاکہ وہ اپنے چاول کی زمینوں کو پھر سے چالو کر کے اپنی برآمد کی تجارت کو شروع کر دیں اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ چاول کے ہندوستانی [illegible] کی انجمن کی درخواست پر حکومت ہمدردانہ غور کر رہی ہے اور جونہی حالات اجازت دیں ان کو برما واپس جانے کے لئے سہولتیں [illegible] بہم پہنچائی جائیں گی۔

جب آنریبل رکن اغذیہ کی توجہ مملکت حیدرآباد میں چاول کی قلت اور کرناٹک مرہٹواڑی وغیرہ ملحقہ [illegible] علاقوں میں [illegible] ذخیرہ بندی کی طرف مبذول کرائی گئی تو آنریبل رکن اغذیہ نے وعدہ کیا کہ وہ ممالک محروسہ سرکار عالی کے لئے چاول کی مقدار کو بڑھا دیں گے اور [illegible] اس ضمن میں حیدرآباد کو [illegible] زیادہ امداد [illegible] ملے گی۔

جب گیہوں [illegible] سے متعلق سوال کیا گیا تو آنریبل رکن اغذیہ نے کہا کہ گیہوں کا موقف اطمینان بخش ہے اور کناڈا سے گیہوں کے جو بڑے ذخائر آ رہے ہیں وہ ہندوستان کو حاصل ہوں گے اور تب حیدرآباد کے لئے بھی گیہوں کی رسد میں اضافہ ہو جائے گا۔

جب یہ سوال کیا گیا کہ آیا مستقبل قریب میں غذائی اجناس کی قیمتوں میں تخفیف کا امکان ہے تو آنریبل رکن اغذیہ نے جواب دیا کہ یہ بڑا مشکل سوال ہے قیمتوں میں تخفیف کئی اسباب پر مبنی ہے اور آئندہ کے حالات کی پیش بینی دشوار ہے لیکن اگر حالات اجازت دیں تو حکومت صارفین کے مفاد کے لئے قیمتوں میں بھی تخفیف کرنے پر تیار ہے جو مزارعین کے مفادات کے مطابق ہو۔ انھوں نے مزید فرمایا کہ قیمتوں میں تخفیف کا ایک معیار مقرر کرے گی تاکہ قیمتیں اس سے پست نہ ہونے پائیں اور مزارعین کی حالت خستہ نہ ہو جائے۔

جب یہ سوال کیا گیا کہ فوجی ضروریات کے لئے غذائی اجناس کی قابل حصول مجموعی پیداوار کا کتنا فی صد ہندوستان کی فوجی ضروریات کے لئے دیا جاتا ہے اور آیا افواج کی [illegible] برخاستگی سے اجناس کی جو بچت ہوگی اس سے ہندوستان کی غذائی صورت بہتر ہوگی انہیں اس کے جواب میں آنریبل رکن اغذیہ نے فرمایا کہ فوج کی غذائی ضروریات تقریباً ۲ فیصدی سے زیادہ نہیں ہیں اور یہ کہ جب فوجوں کی برخاستگی عمل میں آئے گی تو اس غذائی صورت حال ایک خاص حد تک بہتر ہو جائے گی اگرچہ زمانہ جنگ کی ہندوستانی فوجوں کے افراد اپنی خدمات سے سبکدوشی کے بعد ہندوستان ہی میں خوراک حاصل کریں گے۔

اس سوال کے جواب میں کہ حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن امداد باہمی کے اصول کو اپنی تنظیم کے تحت فروغ دینا چاہتی ہے تو کیا حکومت ہند بھی اس کی تقلید مناسب خیال کرے گی۔ آنریبل رکن اغذیہ نے کہا کہ امداد باہمی کا اصول ایک زرین اصول ہے لیکن تحریک کو کہیں کامیابی ہوئی ہے اور کہیں اس کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ اس ضمن میں میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ آپ کے یہاں غلہ کی ذخیرہ بندی اور راشن بندی کا کام ہر طرح لائق تحسین ہے۔

اس استفسار کا جواب دیتے ہوئے کہ حکومت ہند برٹش انڈیا میں ذخیرہ کے لئے محفوظ گودام بنا رہی ہے کیا ویسے ہی گودام حیدرآباد میں بھی تعمیر کرائے گی۔ آنریبل سری واستوا نے جواب دیا کہ برطانوی ہند میں یہ گودام صرف چاول اور گیہوں کی ذخیرہ بندی کے لئے تعمیر کئے گئے ہیں اور یہ دونوں ایسے اجناس ہیں جنہیں حیدرآباد کو اپنی ضروریات کے لئے باہر سے برآمد کرنا پڑتا ہے نیز یہ کہ حیدرآباد کے گودام کافی اچھے ہیں۔

کانفرنس کے اختتام پر آنریبل رکن اغذیہ نے فرمایا کہ حکومت حیدرآباد نے غذائی صورت حال پر جس حسن تدبیر سے قابو حاصل کیا اور راشن بندی تقسیم اجناس نیز ذخیرہ بندی کے جو انتظامات کئے وہ ہر طرح قابل ستائش ہیں اور آخر میں اخبار نویسوں کا شکریہ ادا کیا۔ (ی۔پ)

روس کو برطانیہ اور امریکہ سے شکایت

لندن ۱۲ اگست۔ مسٹر فریڈرک کوک نے نیویارک سے "ایوننگ اسٹانڈرڈ" کو یہ اطلاع بھیجی کہ ایٹمی بم کے ماہرین بذریعہ طیارہ ماسکو جا رہے ہیں۔ مسٹر کوک کہتے ہیں "متحدہ سائنسدان جنہوں نے ایٹمی قوت کا مطالعہ کر کے مہارت حاصل کی ہے ماسکو جا رہے ہیں۔ اس کی اطلاع واشنگٹن میں ملی۔ اس میں ایک [illegible] سلافی سائنسدان بھی ہے جو ایک مخصوص طیارہ کے ذریعہ روس روانہ ہوا۔ اس ضمن میں یونائیٹڈ پریس آف امریکہ کے ذرائع سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ روسی حکام نے اس بات کی شکایت کی ہے کہ جرمنی سائنسدانوں اور جرمن تجربہ خانے کے سامان کو جو جرمن کے اس علاقہ میں موجود تھا جس پر شروع میں برطانوی اور امریکی افواج نے قبضہ کر لیا تھا اس علاقہ سے اس وقت ہٹا لیا گیا جبکہ روسی فوج نے اس پر اپنا کنٹرول قائم نہیں کیا تھا۔ جہاں تک معلوم ہوا ہے انگلستان اور امریکہ نے جو معلومات حاصل کیں اور جس کے نتیجہ میں ایٹمی بم تیار کیا گیا تاکہ وہ سوویٹ یونین کو دستیاب نہ ہو سکیں۔

محصولِ زائد منافع سے کارہائے خیر

حیدرآباد ۲۳ اگست۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت سرکارِ عالی نے محصولِ زائد منافع میں سے انجمن امداد بہبودی خواتین و اطفال کے لئے ۱۵ لاکھ روپے کی رقم منتقل کر دی ہے۔ یہ رقم اسوسی ایشن کو ۱۳۵۵ف میں دی جائے گی۔

شہزادی نیلوفر فرحت بیگم صاحبہ صدر انجمن نے صحت عامہ کی مفاہمت کے لئے دورہ کنندہ (اہلیت و نرسوں) کی تربیت کے لئے ایک اور دوسرے قیام اور دس مریضوں کے رہائشی انتظامات سے زچگی خانوں اور مراکز بہبودی اطفال کے دیہی علاقوں میں قیام کا سہ سالہ پروگرام ترتیب دیا ہے۔ تربیت گاہ پر اندازہ لگایا گیا ہے کہ بارہ ہزار روپے متوالی صرف ہوں گے اور اس کے علاوہ ۱۵۰۰ روپے کے غیر معمولی اخراجات بھی ہوں گے۔ ان کے علاوہ ۱۰۰ دائیوں کو وظائف کے طور پر عطا کئے جائیں گے۔

مرکز بہبودی اطفال پر ۲۵ ہزار روپے متوالی اور زچگی خانہ پر ۳۵ ہزار غیر متوالی اور آٹھ ہزار متوالی اخراجات عائد ہوں گے۔ اس اسکیم کے تحت تقریباً دس لاکھ روپے جس میں سے ایک لاکھ روپے تین سال کا منافع ہے محفوظ کے طور پر رکھ دیئے جائیں گے۔ ہر دس سے مراکز کے متوالی اخراجات جن کا اندازہ ستر ہزار روپے کیا گیا ہے کہ بہ آسانی حاصل کئے جائیں۔

شہزادی صاحبہ نے اس اسکیم پر جو یادداشت تحریر فرمائی ہے اس میں لکھا ہے کہ فنی اشخاص کی اس اسکیم کو روبہ عمل لانے سے قبل ضرورت ہوگی۔ شہزادی صاحبہ نے بتلایا ہے کہ گو اسکیم میں زچگی خانوں کے قیام کی گنجائش رکھی گئی ہے لیکن آپ کے خیال میں خاتون میڈیکل افسروں کی کافی تعداد میں حصول کے بغیر اس کام کو شروع کرنا نہایت مشکل ہے۔ گو حکومت کی خواہش پہلے سے شامل کر لیا گیا ہے لیکن اس کو فی الوقت ملتوی ہی رکھنا پڑے گا۔ آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ بہر حال مراکز بہبودی اطفال کا کام شروع کر دیا جائے۔

اس سلسلہ میں اس ضرورت کو واضح کرتے ہوئے کہ تربیت یافتہ دائیوں کی ضرورت ہوگی آپ نے اس امر پر زور دیا ہے کہ دائیوں کی تربیت گاہ قائم کی جائے گی جس میں ہر تعلقات کے لئے جو دائیوں کو تحریک کرے چھ ماہ تک تربیت دی جائے وقتاً فوقتاً ان کے حافظہ کو تازہ کرنے کے لئے انہیں درمیان میں دوبارہ تربیت دی جائے گی۔

شہزادی صاحبہ نے اس پر زور دیا ہے کہ یہ مراکز بہبودی اطفال ان تعلقوں میں قائم کئے جائیں جہاں محکمہ صحت کے زچگی خانے قائم ہیں تاکہ ان دونوں کے تعاون سے کام آسان ہو جائے۔ یہ اسوسی ایشن کی سہولت سے دوسرے مقامات پر قائم کئے جائیں گے۔ آخر میں شہزادی صاحبہ نے تحریر فرمایا ہے کہ تیسرے سال کے ختم انجمن کا سرمایہ دس لاکھ روپے ہوگا۔ جس سے تین فیصد کے حساب سے سالانہ تیس ہزار روپے کی آمدنی ہوگی اور ان مجوزہ اداروں کے مصارف ۹۰ ہزار سے کچھ زیادہ ہوں گے اس لئے ظاہر ہے کہ انجمن کو نصف اخراجات کا اپنی جانب سے انتظام کرنا ہوگا۔

اشتہار

حاضری مدعی علیہ مرتبہ عدالت منصفی درجہ اول مستقر تعلقات ٹیموری وغیرہ جاگیر

نمبر مقدمہ [illegible] دائرہ سنہ ۱۳۵۵ف

باجلاس مولوی عبدالعزیز خان صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی منصف

مدعی نصیب خان بنام رحمن خان مدعا علیہ

دعویٰ :- زر نقد مبلغ (۳۰۲) سکہ

بنام رحمن خان ولد کریم خان قوم پٹھان عمر ۲۰ سالہ پیشہ تاجر آبکاری ساکن موضع [illegible] متعلق ٹیموری جاگیر

ہرگاہ مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں متعدد دفعہ عدالت ہذا سے سمن جاری کئے گئے لیکن تمہاری غیر حاضری کی وجہ سے ذات پر سمن کی تعمیل نہ ہو سکی اس لئے بذریعہ اشتہار ہذا تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ بتاریخ ۱۶ امرداد بوقت ۱۰ بجے دن اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہذا ہو کر جوابدہی و پیروی وغیرہ کرو بصورت غیر حاضری حسب ضابطہ کارروائی عمل میں آئے گی اور تمہارا کوئی عذر مسموع نہ ہوگا۔

شرح دستخط

سررشتہ دار

ترکی اور روس کی سرحد بند ہوگئی۔

نیویارک ۱۳ اگست - یونائیٹڈ پریس آف امریکہ کے حوالے سے اخبار "نیویارک ٹائمز" نے اس اطلاع کو نمایاں سرخی کے ساتھ اہم خبر کے طور پر [illegible] روس کی سرحدیں بند ہوگئی ہیں۔ اس دوران میں ترکی آرمینیا میں مختلف [illegible] دستوں کی نقل و حرکت وسیع پیمانہ پر جاری ہے۔ ترکی طیارے نگرانی کے لئے سرحد کے طول و عرض پر رات دن پرواز کر رہے ہیں اور وہاں وہ قارس نامی علاقوں کو ترکی نے فوجی رقبہ ظاہر کر دیا ہے۔ ان خبروں کی تصدیق یا تردید روس اور ترکی کی کسی حکومت نے نہیں کی ہے۔

یورپ کی شہنشاہیت سے ایشیا میں بدامنی پیدا ہو رہی ہے

واشنگٹن ۲۲ اگست - امریکی سینٹ کے رکن البرٹ ناس نے کل جاپان کی شکست پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ جاپان کے خاتمہ سے ایشیا کے مسائل حل نہیں ہو جاتے۔ تمام براعظم ایشیا میں [illegible] ایران ترکی اور عرب انتشار سے بھرے ہوئے ہیں جس کا ہر گھڑی پھٹ جانے کا خطرہ ہے۔

جاپان پر فتح سے ان ممالک کے مسائل حل نہیں ہوئے۔ جنگ تو اور چین میں بھی چیانگ کی فوج اور کمیونسٹ فوجوں میں کشتی ہوتی ہے۔ ہندوستان میں نسلی امتیازات کی خلیج وسیع ہے کے علاوہ برطانوی سامراج کی سخت مخالفت موجود ہے۔

تغذیہ کی مشاورتی کمیٹی

بقیہ سلسلہ صفحہ (۵)

تیار شدہ صحت بخش پاک صاف اچھی اور سستی غذا گھوم گھوم کر عوام کو ان کے مکانات پر پہنچایا کریں۔

اس طرح عوام کو کم داموں صحت بخش غذا گھر بیٹھے میسر آجایا کرے گی اور علیحدہ غیر صحت بخش اغذیہ کے استعمال سے ملک کی پاک و صاف صحت پر جو برا اثر پڑ رہا ہے اس کا ایک بڑی حد تک انسداد ہو جائے گا۔ مذکورہ بالا دودھ کی فراہمی کی اسکیم کے سلسلہ میں مٹھائیوں کی تیاری میں دودھ کے استعمال کی ممانعت کے مسئلہ پر بھی غور کیا گیا۔

(اورینٹ پریس)

برطانیہ کی نوجوان نسل کے رجحانات

بقیہ سلسلہ صفحہ اول

دوران جنگ میں یہ محسوس کیا گیا کہ اشتراکیت سماج کے لئے خطرہ نہیں بلکہ انسان کی خوشحالی کے لئے ایک شرط مقدم ہے۔ اشتراکیت امن اور آزادی پر حملہ نہیں بلکہ امن اور آزادی کی ضمانت ہے۔ اس احساس نے اب یورپ کی آنکھیں کھول دی ہیں۔

عمالی جماعت نے انگلستان کو خوشحال بنانے اور ایک جدید نظام عالم کو روبہ عمل لانے کا وعدہ کیا ہے۔ اب اس جماعت کو اپنے وعدہ کی تکمیل کے لئے پورا اقتدار حاصل ہوگیا ہے۔ اس جماعت کو نتائج سے جانچا جائے گا کیونکہ اس کے نو عمر ہے۔ برطانیہ میں اس وقت عمالی جماعت سے زیادہ اشتراکیت کا امتحان ہو رہا ہے۔ اقتدار ایک دلکش چیز ہے اس کے لئے بڑی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ عمالی حکومت کے سامنے بڑے بڑے مسائل ہیں۔ بیروزگاری کا انسداد، واپس ہونے والے سپاہیوں کے لئے مکانوں کی تعمیر، انگلستان کی خارجی تجارت کی از سر نو تشکیل، صنعتوں کو قومی ملکیت بنانے کا مسئلہ، ان سے امداد کے لئے روپیہ کی فراہمی اور ان سب سے بڑھ کر اس نصب العین کا حصول جس کے لئے برطانیہ، امریکہ، روس، چین، ہندوستان اور دیگر ممالک کے نوجوانوں نے اس جنگ میں بیش بہا قربانیاں کی ہیں۔ غرض کہ ان مسائل کے حل پر عمالی حکومت کی کامیابی یا ناکامی کا انحصار ہے۔ یہ آزمائش بہت سخت ہے۔ عمالی حکومت کے آگے سب سے بڑا کام برطانیہ کے پارلیمانی نظام کے اندر اشتراکیت کو کامیاب بنانا ہے۔

[illegible] چھپ کر دفتر [illegible] سے شائع ہوا